ہم گنہگار بھی دعوت کے ایک مخصوص مرحلے ہی پر تبدیلی زعامت و قیادت کی مہم شروع کرنے کے قائل ہیں، اور اسی امانت و دیانت اور خلوصِ نیت و پاکیزگیٔ اخلاق کے ساتھ، جو ایک داعیٔ حق کی خصوصیات ہیں۔ لیکن دعوت کے اصول و مبادی تو اول روز سے واضح اور روشن ہونا چاہئیں۔ پتہ نہیں، ہمارے ملک کے ایک اچھے خاصے ذی علم اور سمجھدار طبقے کے دل و دماغ میں یہ بات کہاں سے سماگئی ہے کہ پاکستان میں تحریکِ اقامتِ دین کے داعی یا مصر میں "الاسلام دین و دولت" کی دعوت دینے والے حکومت کے حصول کے لیے کوشاں ہیں۔ حصولِ جاہ و اقتدار کے لیے حکومت کی طلب یقیناً مذموم اور بدترین چیز ہے۔ لیکن اللہ رب العالمین کے قانون کو جاری و نافذ کرنے کے لیے زمامِ اقتدار صالحین کی طرف منتقل کرنے کی کوشش کرنا، اگر اسلام میں مطلوب نہیں، تو پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اسلام میں کیا چیز مطلوب ہے؟ کیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ پہنچتے ہی نظامِ حکومت کی داغ بیل ڈالنا نہیں شروع کردی تھی؟ اور کیا ہجرت کے پہلے ہی سال قریش کے تجارتی راستوں کی ناکہ بندی نہیں شروع کر دی تھی؟ اور مدنی زندگی کے بالکل آغاز میں یہود سے معاہدہ کس لیے ہوا تھا؟ سچ یہ ہے کہ جو حضرات اقامتِ دین کی جدوجہد کو اس پہلو سے صحیح نہیں خیال کرتے، وہ دانستہ یا نادانستہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ حکومت و اقتدار جاہ پرستوں اور اقتدار پسندوں کے حوالے کر کے خانقاہ میں اللہ اللہ کرنا ہی عین اسلام ہے۔ افسوس کہ زیرِ نظر پمفلٹ میں بھی اسی طریقِ فکر کی جھلک نظر آتی ہے۔

(د) چوتھا رسالہ ڈاکٹر اقبال پر ہے اور عربی زبان میں اقبالیات پر ایک قابلِ قدر اضافہ۔ لائق مصنف کا متنوع ذوق اور گوناگوں دلچسپیاں لائقِ رشک اور قابلِ داد ہیں۔ اس میں ایک جگہ وہ سر شیخ عبدالقادر مرحوم (مدیر مخزن) کو "الشیخ عبدالقادر" لکھ گئے ہیں، جو علم کی چوک معلوم ہوتی ہے۔ عربی میں "الشیخ" سے مخصوص قسم کے علماء ہی کا تصور ذہن میں آسکتا ہے۔

(ہ) پانچویں پمفلٹ میں تاریخِ اسلام کے مدوجزر پر اچھے اور دلنشیں انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ تاریخِ اسلام کے مختلف ادوار سے عروج و زوال اور اخلاقی مدوجزر، دونوں کے شواہد مستند